Lesson 25 B. Al-Baqarah (Ayaat 204 - 210): Day 88 سُوْرَةُ الْبَقَرَة کی تفسیر

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ ۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے

یعنی کوئی اللہ سے ڈرنے والا یا اس کی اصلاح کرنے والا کوئی اس سے کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ خرابی نہ کرو، دورُخہ پن چھوڑ دو۔ اب زبان سے ایسا شخص جواب نہیں دیتا لیکن روّیے سے ظاہر کرتا ہے کہ ساری لذّت تو اسی گناہ میں ہے۔ بڑا باریک نقطہ ہے۔ بات سمجھنے کی بجائے انا کا مسئلہ بنالیتا ہے۔

بہت سارے لوگوں کو یہی روّیہ ہوتا ہے وہ اپنے کام عزّت کا مسئلہ بنا کر کرتے ہیں۔ اپنے ارد گرد دیکھیں کہ آپ کسی کی شادی پر یا کسی لین دین پر جب کوئی اچھی بات بتانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہماری عزّت کا مسئلہ ہے۔ مکس گیدرنگز کو دیکھ لیں۔ فضول خرچی کو دیکھ لیں۔

آپ نوٹ کریں اور معاشرے میں ہمارا روّیہ ہی دیکھیں کہ ایسی جگہوں پر جا کر ہم بدل جاتے ہیں۔ ہمارے چلنے پھرنے کے انداز بدل جاتے ہیں۔ جیسے ہی تھوڑا پیسہ آتا ہے تو کیسے ہم سیلف کانشس ہو جاتے ہیں۔ کیسی خود فریبی آجاتی ہے۔؟ اپنے آپ کو دوسری طرح سے پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ ایسے نہیں تھے۔ وہ اچھا کھاتے بھی تھے، کاروبار بھی کرتے تھے اور اچھا پہنتے بھی تھے۔ لیکن اللہ سے ڈر کر رہتے تھے۔ اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہتے تھے۔ غرور اور نمائش نہیں کرتے تھے۔ عمرؓ کو دیکھ لیں کہ جب بیت المقدس فتح ہُوا تو لوگوں نے کہا کہ کپڑے بدل لیں وہاں تو

اتنے بڑے بڑے بادشاہ آئے ہونگے۔ انہوں نے فرمایا جن کپڑوں میں اللہ کے سامنے دن میں پانچ بار کھڑا ہوتا ہوں، انہی میں دوسرے لوگوں کے سامنے جاؤں گا۔

آپ اپنے ارد گرد لوگوں کو دیکھ لیں کہ کیسے اکڑ کر چلتے ہیں۔ مومن بھولا بھالا ہوتا ہے۔ گناہ کے کام کو عزّت کا کام بنا کر نہ کریں۔ آج ہم مسلمان نمائش پر بہت خرچ کرتے ہیں۔ ایک تو ہماری نسلیں خاندانی منصوبہ بندی (فیملی پلاننگ) سے تباہ ہوتی ہیں اور دوسرا اِس طرح کے کاموں سے۔

بچّے جب اس طرح کا ماحول دیکھتے ہیں تو کنفیوز ہو جاتے ہیں۔ کہ اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے اور ہم عملی طور پر ہم کیا کر رہے ہیں۔ خاص طور پر جب ہم اپنے بچّوں کو پاکستان لے کر جاتے ہیں اور وہ وہاں پر شادی کی رسمیں اور فضول خرچی دیکھتے ہیں تو واپس آ کر وہی باتیں کرتے ہیں۔

میں اور آپ اس وقت اپنا حال دیکھیں کہ ہم نے کیسے دین پر چلنا ہے اور اللہ کی ناراضگی سے بچنا ہے۔

کیا ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے؟ کیا ہم دوسروں کو خوش کرنے کے لئے کچھ باتیں کرتے ہیں؟

مومن آرام سے نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے اس کو شو آف کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

یہاں مدینے کے کچھ لوگوں کو ذکر بھی ہے۔ جو کھاتے پیتے تھے اور عیش کرنے والے تھے۔ انسان کے کھانے پینے کا اَثر انسان کی صحت پر بھی ہوتا ہے۔ جس چیز پر آپ وقت اور پیسہ خرچ کرینگے وہ اچھی تو لگے گی۔ اگر گھنٹوں بیٹھ کر خود کو سجاتے سنوارتے رہیں تو اس کو ظاہری اثر تو نظر آئے گا۔

منافق کو اپنے ظاہر کی بہت فکر ہوتی ہے۔ وہ منہ سے نہ بھی کہیں لیکن ان کے روّیے سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہی دورُخہ پن ہے۔ سورۃ المنافقون۔ آیت 1 - 5 میں ہے؛

اور جب تم ان (کے تناسب اعضا) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (کیا ہی) اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم وادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیواروں سے لگائی گئی ہیں۔ (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر بلا آئی۔ یہ (تمہارے) دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں ﴿۴﴾ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول خدا تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو سر ہلا دیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ﴿۵﴾

غرور والے لوگ لیکن دیکھنے میں اچھے لگیں۔ اندر کچھ باہر کچھ، یہی منافقت ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ حضرت عائشہؓ نبی پاکؐ سے روایت کرتی ہیں۔ بے شک اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو کٹّر / سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔

جھگڑے سے بچیں۔ بچّوں سے بھی نہ جھگڑیں۔

اب دو قسم کے لوگوں کو ذِکر آتا ہے۔ اپنے لئے دعا کریں کہ یا اللہ ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا دے جو تجھے پسند ہوں۔

پہلا کونسا شخص ہے جو نفس کا پجاری ہے۔ انا کا مارا ہوا۔ اپنے آپ کو پوجنے والا۔

دوسرا شخص اگلی آیت میں؛ اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے ﴿۲۰۷﴾

یہ شخص کردار کا غازی ہے۔ دل اور عمل خوبصورت ہے۔ قرآن کا بہت خوبصورت انداز دیکھیں کہ اچھے اور بُرے کا تقابل کرتا ہے۔ یہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ:

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جو اپنا سب کچھ اللہ کی رضا میں لگا دیتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

وہ دل کی گہرائیوں سے اللہ کے دین کو سامنے رکھتا ہے۔ وہ ایسا نہیں ہوتا کہ موڈ ہُوا تو نیکی کرونگا یا پھر رمضان آیا تو نیک ورنہ اپنی مرضی کرے گا۔ وہ ایسا نہیں کہ حج کر لیا تو واپس آکر اپنی من مانی۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت صہیب رومیؓ کے بارے میں ہے۔ بہت امیر تھے۔ اسلام قبول کر لیا تو اللہ کی رضا میں لگ گئے۔ مکّہ سے نکلنے لگے تو مشرکین نے کہا کہ تب جانے دینگے اگر اپنا سب مال ہمیں دے جاؤ۔ یہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ آ گئے۔ اللہ کے نبیؐ کو یہ پتا چلا کہ آج صہیبؓ صرف اپنے تن کے کپڑوں میں آگیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے نفع کا سودا کیا ہے۔ اللہ تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔

يَّشْرِىْ : شَرَىٰ بیچنے کے معنی اور اِشْتَرَىٰ ہے تو خریدنا کے معنی میں ہو گا۔ شَرَىٰ بیچنے اور خریدنے دونوں معنی میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

سورۃ التوبہ آیت 111: خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں بھی ہیں۔

سورۃ مجادلہ آیت 22 میں اللہ فرماتے ہیں؛۔۔۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ

خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔۔۔۔۔

لفظ رؤف میں دیکھیں کہ اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔ ایک ہے رحم۔ اللہ رحیم ہے۔ رؤف دل کی کیفیت کا نام ہے کہ اللہ کو ترس آتا ہے۔ دل میں کسی کے لئے پیار محبت آنا رؤف ہے اور اس کا عملی اظہار رحم ہے۔ یعنی دل نرم ہونا۔

ہم نے اللہ کو صرف باتوں سے خوش نہیں کرنا بلکہ عمل کر کے دکھانا ہے

کیونکہ سورۃ ابراہیم آیت 34 میں ہے؛ اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا۔ اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔ (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے ﴿۳۴﴾

اللہ صرف باتوں سے خوش نہیں ہوتا صرف تسبیح کرنے اور وظیفے کرنے کا نام دین نہیں ہے۔ اللہ کو اپنے عمل اور قربانی سے خوش کر سکتے ہیں۔

اَب آگے ایمان والوں کو پکارا جا رہا ہے لیکن منافق کا ذِکر ہے: یعنی صرف نام کے مسلمان ہو۔ صرف دعوے کرتے ہو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۰۸﴾ مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔

بہت اہم آیت ہے۔ خطاب تو مومنو! لیکن پیغام منافقین کے لئے ہے۔

اور مراد وہ لوگ ہیں جو نام کے مسلمان ہیں۔ لیکن عملی طور پر مسلمان نہیں ہیں۔

یہاں اللہ سب ایمان والوں سے فرمارہے ہیں کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

یہاں السِّلۡمِ کے تین معنی ہیں ایک معنی ہیں اطاعت (اللہ اور رسول کی)۔ دوسرے معنی ہیں۔ سلامتی۔ اسلام علیکم والی سلامتی۔ کلمہ پڑھ کر انسان سلامتی میں آجاتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں سلامتی۔ تیسرے معنی ہیں کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اندر آجاؤ دروازے میں کھڑے نہ رہو۔

کَآفَّةً دو مختلف ترجمے۔ یعنی پورے کے پورے، عقل، دل، زبان اور عمل و فعل سب مسلمان ہو۔

سب کچھ اسلام میں ہو۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اُس اسلام میں داخل ہو جاؤ جو پورا ہے یعنی مکمل ہے۔ اسلام میں سب کچھ ہے۔ اسلام کی صفّت ہے۔ مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ خود بھی آجاؤ اور باقی سب گھر والوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لے آؤ۔ فرشتے جنّت کے دروازے کھول کر کھڑے ہیں کہ سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔

یہ ایسے ہی ہے کہ ہم آدھے گاڑی کے اندر ہوں اور آدھے باہر، انجام کیا ہو گا؟ اُسی گاڑی کے نیچے آنے کا خدشہ ہے۔

پہلے پارے میں یہی بات یہود سے کہی گئی تھی کے دین کے کچھ حصّوں پر عمل کرتے ہو اور کچھ پر نہیں۔ اب یہی بات مسلمانوں سے فرمائی جارہی ہے کہ سلامتی چاہتے ہو تو سارے دین پر عمل کرو۔

عقیدے اور عمل دونوں پر عمل ہونا چاہئے۔ آیتِ برّ والی مثال دیکھ لیں۔

بعض کہتے ہیں کہ عقیدہ کی کوئی بات نہیں کام تو اچھے ہیں۔ اور بعض اُس کے اُلٹ کہتے ہیں۔

مکّی زندگی میں صرف ایک دفعہ منافقت کا ذِکر ہے۔ سب سے مشکل قربانی نفس کی قربانی ہے۔ اللہ مجھ سے ہمارا نفس چاہتا ہے۔ خود کو یا دوسرے لوگوں کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ مسجد میں عبایا پہنتے ہیں لیکن خریداری کرتے وقت نہیں۔ ہمیں احساسِ کمتری ہے۔ ہم اسلام چھپانا چاہتے ہیں۔ ہمیں اسلام پر فخر اور مان ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہمیں عزّت نہیں ملتی۔ ہم خود عزّت نہیں دیتے۔

دجّال کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہو گا۔ آج کے مسلمان کے ماتھے پر ذ ل ت لکھی ہوئی ہے۔

دنیا کی 6 ملین آبادی میں سے سوا اَرب مسلمان ہیں۔ اور ہماری عزّت کہاں ہے؟

پوری دنیا میں ہمارا کیا اسٹیٹس ہے؟ ہماری مسلم قوم کو کون پوچھتا ہے۔

کافر 100 سال کا پلان بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کا ٹارگٹ ہماری نوجوان نسل ہے۔ ہم سو رہے ہیں اور آدھا اسلام لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جب کوئی پورا اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ تو وہ اسلام کی پابندی برداشت نہیں کرنا چاہتا ہے۔ جو آدھا باہر کھڑا ہے وہ نہ صرف اپنے لئے خطرے میں ہیں بلکہ وہ ہم سب کا تصوّر خراب کر رہے ہیں۔

پھر لوگ ہمیں Extremists کہتے ہیں تو ٹھیک ہے ہم ہیں Extremely kind اور extremely loving۔ دو کشتی کا سوار نہ بنیں۔ اسلام ہم چھوڑے ہوئے ہیں اور کافر ہمیں قبول نہیں کرتے۔ اسلام کنارے پر رہنے والے کو مشکل لگتا ہے۔

پِزا کی مثال دیکھ لیں کہ کنارے سے سخت ہے اور درمیان میں نرم اور مزے دار ہے۔

جہاں پورا اسلام ہے تو شاندار دور ہو گا۔ میاں بیوی ایک مثالی زندگی، بچے والدین کے فرمانبر دار، تجارت سُود اور دھوکے سے پاک۔

تو ہم یہ پُر سکون اور شاندار زندگی کیسے گزار سکے ہیں؟ اسلام میں پورے داخل ہو کر اور سُنّتوں پر عمل کر کے۔ زندگی کے سب کام سُنّت کے مطابق کر لیں۔ ہمارا سونا جاگنا، سارے دین و دنیا کے کام کرنا عبادت بن جائے گا۔ ہر وقت نماز کی حالت میں نہیں رہ سکتے لیکن کیفیتِ نماز میں تو رہ سکتے ہیں۔

جب بھی آپ کہیں خوشی سے جائیں گے تو اُداس واپس آئیں گے کیونکہ لوگ باتیں کر کے آپ کو پریشان کر دیتے ہیں۔ ہماری عزّت اِسی میں ہے کہ پورے اسلام میں داخل ہو جائیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اسلام چاہتا ہے کہ دل سے فیصلے کریں اور پھر سچّے دل سے اسلام میں داخل ہوں۔ خوشی سے اطاعت کریں۔ اور اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے۔ اس سے بچ جائیں۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٠٩﴾

پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان جاؤ کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اللہ کی روشن نشانیاں دیکھ لیں اور خلوص سے دین کی پیروی کریں۔ اگر اپنی مرضی کرنی ہے تو یاد رکھو اللہ ہی غالب رہے گا۔

کوئی غلط کام ہوتا ہے یعنی لوگ غیبت کریں یا خواتین بغیر حجاب کے ہوں تو کوئی بات نہیں اور اگر کوئی دیندار بھی یہ کام کرے تو سب باتیں کرینگے۔ لوگ دین کا کام کرنے والوں پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ کیونکہ اب اگر آپ کوئی غلط کام کرینگے یا چھوٹا گناہ کرینگے یا اگر ہم ہلیں گے تو اللہ ڈانٹ رہے ہیں کہ اللہ کی پکڑ میں آسکتے ہیں۔

اللہ کا خوبصورت انداز ہے۔ کہ اللہ فرما رہے ہیں کہ وہ حکمت والا ہے اس طرح کے اللہ سب کے سامنے سزا نہیں دیتے۔ یعنی مثال کے طور پر ایک سمجھدار ماں اپنے بچّے کو سب کے سامنے نہیں ڈانٹتی۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٢١٠﴾ کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا (کا عذاب) بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو اور فرشتے بھی (اتر آئیں) اور کام تمام کر دیا جائے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔

مدینہ میں نفاق کا پودا یہود کی کسٹڈی میں لگا۔ منافقت کا ذِکر مدنی سورتوں ہی میں آتا ہے۔ یہود حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ یہ دھمکی کی انتہا ہے کہ یہود تو توبہ نہیں کرینگے۔ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ یہود کو تو قیامت کا اور یا اپنی موت کا انتظار ہے۔ اللہ کی پکر کا انتظار کر رہے ہیں۔

سورۃ حشر آیت دو میں اللہ فرماتے ہیں؛

اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا (کے عذاب) سے بچالیں گے۔ مگر خدا نے ان کو وہاں سے آلیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔

سورۃ نحل آیت ۳۳ میں ہے؛

کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آپہنچے۔

اس سبق سے ہمیں کیا حکم ملا کہ۔"مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ" انسان کا نفس اسے کہتا ہے کہ آسان باتوں پر عمل کر دو باقی چھوڑ دو۔ اللہ کے کچھ حکم تو مانتے ہیں۔ اب یہ کر لیں وہ کر لین اور وقت گزر جاتا ہے۔

نبی پاکؐ کی حدیث مبارکہ ہے؛ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔

ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ اب اپنی خوشی سے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اللہ اپنے دین میں پورے کا پورا داخل ہونا ہمارے لئے آسان کر دے۔ آمین